سرِّ اسمائے بتولؑ

سید تلمیذ حسنین رضوی

نام انسان کی شخصیت کو اجاگر کرتا ہے، اور انسانی صفات و خصوصیات کا مظہر ہوتا ہے۔ اسی لیے حدیث میں آیا ہے کہ اپنے بچوں کے نام انبیاء اور ائمہ کے ناموں کے مطابق رکھو۔ عموماً والدین خود ہی اپنے بچوں کے نام رکھ لیتے ہیں یا وہ بزرگانِ دین، علماء، صالحین اور صاحبانِ علم سے یہ فرمائش کرتے ہیں کہ بچوں اور بچیوں کے لیے مناسب نام تجویز کریں۔

حَنّہ مادرِ مریمؑ نے حضرت مریمؑ کا نام خود تجویز کیا تھا، قرآنِ کریم میں اس کا تذکرہ ہے، (وانی سمیتها مریم) میں نے اس بچی کا نام مریم رکھا ہے (۳۶ آلِ عمران، ۳) اور جب اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریاؑ کو بیٹے کی بشارت دی تو اللہ نے ان کا نام یحییٰ رکھا، (یا زکریاانا نبشرک بغلام اسمه یحییٰ لم نجعل له من قبل سمیّا) (۷ مریم، ۱۹) اے زکریاؑ ہم تم کو ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں، جس کا نام یحییٰ ہوگا اور ہم نے ان سے پہلے ان کا ہم نام کوئی نہیں بنایا۔

اسی طرح جب حضرت عبد المطلبؑ نے حضور سرورِ کونین کا نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھا تو بنی ہاشم کے افراد کو تعجب ہوا کیوں کے اس دور میں اس قسم کے نام نہیں رکھے جاتے تھے اور یہ نام جو عربی زبان کا ہے، اہلِ عرب کی نگاہوں سے مخفی تھا اور پہلی مرتبہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام قرار پایا تھا۔ جب حضرت عبد المطلبؑ سے اس نام کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے جواب دیا مجھے امید ہے کہ مستقبل میں ان کی بہت تعریف کی جائے گی، میں نے اسی لیے ان کا یہ نام رکھا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک نام احمدؐ کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے دی تھی۔

حضرت علی علیہ السّلام کی جب ولادت باسعادت ہوئی تو ان کی والدہ نے ان کا نام حیدرؑ رکھا تھا، جو بعد میں مشیّتِ الہیٰ سے علیؑ قرار پایا۔ حضرت ابو طالبؑ نے دعا طلب کی اور فرمایا: ماذا تریٰ في الصبی؟ پروردگار تیرے نزدیک اس بچّے کا نام کیا رکھا جائے؟ تو ایک لوح نازل ہوئی جس پر تحریر تھا: فاسمه من شامخٍ علی عليّ اشتقّ من الْعَلِیّ، اس کا نام بلند و بالا ذات کی جانب سے علیؑ ہے جو اَلْعَلِیُّ سے مشتق ہے۔ روایات میں ہے کہ امام حسن و امام حسین علیہما السّلام کے اسمائے گرامی بھی وحی کے مطابق رکھے گئے۔ اسی طرح انسیۃ الحوراء، بتول، عذرا، حضرت فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کے نام کے بارے میں امام صادق علیہ السّلام سے مروی ہے، لفاطمة تسعة اسماء عند االله عزّوجلّ: فاطمه والصديقه والمبارکة والطاهره والزّكيّة والرّاضیۃ والمرضيّه والمحدّثه والزّهرا اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے نو نام ہیں، فاطمہؑ، صدیقہ، مبارکہ، طاہرہ، زکیہ، راضیہ، مرضیہ، محدّثہ اور زہراؑ۔

۱۔ فاطمہؑ کے لفظی معنیٰ ہیں چھڑانے والی، بچانے والی

امام رضا علیہ السّلام اپنے آباؤ اجداد اور امیر المومنین علیہ السّلام سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ، ان کا نام فاطمہؑ اس لیے رکھا گیا کہ اللہ نے خود ان کو اور ان کی ذریت کو جہنم کی آگ سے محفوظ رکھا ہے۔ امام صادق علیہ السّلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا تم جانتے ہو کہ فاطمہ کی تفسیر و توضیح کیا ہے؟ میں کیا میرے آقا ارشاد فرمایئے، تو امامؑ نے فرمایا: فُطِمت من الشّرِّ انھیں ہر طرح کے شر سے محفوظ کر دیا گیا ہے نیز فرمایا اگر علیؑ حضرت فاطمہؑ سے شادی نہ کرتے تو قیامت تک روئے زمین پر آدمؑ یا ان کے علاوہ کوئی بھی حضرت فاطمہؑ کا ہمسر نہ ہوتا، اور دوسری روایت میں ہے کہ اللہ نے انھیں فاطمہؑ کے نام سے اس لیے موسوم کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں اور ان کے پیروکاروں کو آتشِ جہنم سے چھڑا دیا ہے۔

۲۔ صدّیقہ یعنی سچائی میں کامل اور آپؑ کو صدیقہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپؑ نے اپنے ربّ کی آیتوں، اپنے والد کی بعثت اور ان کے بعد حضرت علیؑ کی وصایت کی تصدیق کی اور وہ اپنی عبادتوں، اعتقادات اور اپنے عمل میں ایسی صدیقہ تھیں کہ جہاں کسی قسم کے شک کا گذر بھی نہیں ہوا، اور اس کی تائید اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ہوتی ہے، والذین اٰمنوا باللّٰہ ورسلہ اولئک ھم الصّدیقون (۱۹، الحدید) جو لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے وہ صدیقین ہیں۔ قرآن کریم میں حضرت مریمؑ کو صدیقہ کہا گیا ہے، وامّہ صدیقۃ کانا یا کلٰن الطعام (۷۵، المائدہ ۵) اور عیسیٰؑ کی ماں صدیقہ تھیں اور وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔ حضرت فاطمہ زہراؑ بھی حضرت مریمؑ کی طرح قول و فعل اور عمل میں صدیقہ تھیں۔ علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں کہا ہے کہ صدیقہ کا مفہوم ہے کہ حضرت فاطمہؑ معصومہ تھیں۔

۳۔ المبارکۃ: بابرکت

علامہ مجلسی فرماتے ہیں کہ اس کا مفہوم ہے بابرکت، علم، فضل، کمالات، معجزات اور اولادِ کرام کے اعتبار سے۔ تاج العروس میں ہے برکۃ کے معنٰی ہیں نشو و نما، سعادت اور کسی چیز کا زیادہ ہونا۔ اللہ تعالیٰ نے جنابِ سیدہؑ کو بابرکت بنایا اور ان کی نسل سے ذریتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آگے بڑھایا اور اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی ذریت کے ذریعے خیرِ کثیر عطا کیا، اسی لیے سورۃ کوثر کو نازل کرکے اس طرف اشارہ کیا: انا اعطینا ک الکوثر، اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا۔

۴۔ الطّاھرہ پاک و پاکیزہ

یہ نام کسی دلیل کا محتاج نہیں، اس لیے کہ یہ آیتِ تطہیر سے مستفاد ہے، ارشادِ ربّ العزّت ہے، (انما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرّجس ویطھرّکم تطھیرا (مشاہیر، علماء، مفسرین و محدثین نے اپنی کتابوں میں اس آیت کا شانِ نزول یہ بیان کیا ہے کہ ابو سعید خدری روایت کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کو جمع کیا، پھر انھیں کساء کے اندر لے لیا اور فرمایا :ھٰولاءِ اهل بیتی اللّھم اذھب عنھم الرجس وطھرّھم تطھیرا، یہ ہیں میرے اہلِ بیت، پرودگار تو ان سے رجس کو دور رکھ اور انھیں پاک وپاکیزہ رکھ جو پاک رکھنے کا حق ہے، اور ام المومنین امّ سلمہؓ دروازے پر تھیں ،انھوں نے فرمایا کیا میں ان میں سے نہیں ہوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تم بھلائی پر ہو، اس حدیث کو حدیثِ کساء سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

۵۔الزکیۃ پاک باز، راست باز، عمدہ نشوونما پانے والی

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیھا نے خود کو بلند اخلاق سے آراستہ کیا اور تمام برائیوں مثلاً غضب، حسد، بخل، تکبر اور بد خلقی وغیرہ سے اپنے آپ کو دور رکھا، اس لیے کہ آپؑ آغوشِ رسالت کی پروردہ اور خاندانِ نبوت کی فرد تھیں، آپ سیدہؑ، طاہرہؑ، مطھّرہ، حوراءِ انسیہ تھیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپؑ کو ''ام ابیھا'' کے نام سے پکارا تھا یعنی اپنے باپ کی ماں اور آپؑ نے اپنی پوری زندگی امامت اور عصمت کے گھر میں گذاری تھی۔

۶۔الرّاضیہ جو خداوند عالم کے فیصلوں پر راضی ہو، اور یہ ایمان کا نہایت بلند درجہ ہے، اس لیے کہ حضرت فاطمہؑ نے مصائب اور شدائد کا مقابلہ کیا، تکلیفیں برداشت کیں، خوف وخطر، فقر وفاقہ، حزن وملال اور غم والم سے ہمیشہ دوچار رہیں، اور آپ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی مصداق قرار پائیں، (یاایتھا النفس المطمئنّۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ) (۲۷۔۲۸ الفجر) اے نفسِ مطمئنہ تو اپنے ربِ کی جانب واپس آجا راضیہ اور مرضیہ کی حیثیت سے۔

۷۔المرضیہ: پسندیدہ

حضرت زہراؑ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اپنے استقامت اور اطاعت اور عبادت وریاضت کی وجہ سے اعلیٰ اور ارفع درجات پر فائز تھیں اور اس لیے بھی کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے کائنات کی عورتوں کے لیے نمونۂ عمل بنایا تھا اور آپؑ خاتونِ جنت ہیں۔

۸۔اَلمُحدِّثہ: فرشتوں سے گفتگو کرنے والی

یہ سوال انسان کے ذہن میں ابھرتا ہے کہ کیا فرشتے انبیاء کے علاوہ کسی اور سے بھی ہم کلام ہوتے ہیں تو قرآن کریم میں اس کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں،(واذ قالت الملائکة یا مریم ان االله اصطفک وطھرک علی نساء العلمین،یا مریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الرکعین)(۴۲۔۴۳ آلِ عمران ۳)۔)واوحینا الی ام موسی ان ارضعیہ)(۷ قصص ۲۸)ہم نے مادرِ موسیٰؑ کی طرف وحی کی۔تو پھر اگر فرشتے حضرت سیدہؑ سے ہم کلام ہوتے تھے تو اس میں تعجب اور حیران ہونے کی کون سی بات ہے،اس لیے وہ بھی حضرت مریمؑ کی طرح عورتوں کی سردار ہیں، شیخ صدوق نے علل الشرائع میں زید بن علی سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام جعفرِ صادق علیہ السّلام سے سنا کہ حضرت فاطمہؑ کو محدثہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ ملائکہ آسمان سے نازل ہو کر حضرت فاطمہ کو اسی طرح پکارتے تھے جیسے انھوں نے حضرت مریمؑ کو پکارا تھا، فرشتے کہتے تھے، یافاطمۃ انّ اللہ اصطفاک وطھرک واصطفاک علی النساء العالمین، اللہ تعالیٰ نے آپ کو منتخب کر لیا ہے پاک و پاکیزہ بنالیا ہے اور عالمین کی عورتوں میں آپ کو چن لیا ہے۔

۹۔الزّہراء: خوب صورت، روشن، چمک دار

امالی میں شیخ صدوق میں ابنِ عباس سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ”میری بیٹی فاطمہؑ اوّلین و آخرین میں تمام عالمین کی عورتوں کی سردار ہے، یہ میری پارۂ جگر ہے، یہ میری آنکھوں کا نور ہے، یہ میرے دل کا پھل ہے، یہ میری روح ہے جو میرے پہلوؤں میں دھڑک رہی ہے، یہ انسانی

شکل میں حور ہے، جب یہ محراب عبادت میں اپنے ربّ کے حضور میں کھڑی ہوتی ہے تو اس کا نور آسمان کے فرشتوں کے لیے اسی طرح چمکتا ہے، جس طرح ستاروں کا نور زمین والوں کے لیے چمکتا ہے۔

مزرعِ تسلیم را حاصل بتولؑ　　مادراں را اسوۂ کامل بتولؑ
رشتۂ آئینِ حق زنجیر پاست　　پاس فرمانِ جنابِ مصطفیؐ است
ورنہ گردِ تربتش گردیدمے　　سجدہ ہا بر خاک او پاشیدمے

اقبالؔ